KEGD NO P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و علیٰ عبدہ المسیح الموعود
لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۱ | یکم امان ۱۳۴۱ ہش ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ یکم مارچ ۱۹۶۲ء | نمبر ۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۴ فروری (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

اس وقت حضور کی طبیعت لفضلہ تعالیٰ اچھی ہے کل بھی حضور حسب معمول سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۷ فروری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال لفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

۲۷ فروری پرسوں ۱۹ ویں روز سے مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل بنگالی نے سورت عنکبوت تک درس دیکر اپنا حصہ مکمل کر لیا۔ چنانچہ کل سے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے سورہ روم سے درس دینا شروع کیا جو آخری پارہ تک جاری رہیگا۔ مقامی احباب بڑے ذوق شوق سے شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو رمضان اور قرآن کی برکات وافر حصہ عطا فرمائے۔

آخری عشرہ میں قادیان کی دونوں مرکزی مساجد میں گیارہ دوست معتکف ہوئے۔

کیا جناب نیاز فتحپوری صاحب کو احمدیوں کی طرف سے "رشوت" یا بھاری "نذرانہ" دیا گیا؟

جناب ماہر القادری صاحب کی غلط بیانی کی مدلل تردید!

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ماہنامہ "فروغ اردو" لکھنؤ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۱ء میں ماہر القادری صاحب کا ایک مضمون رسالہ "فاران" اور رسالہ ساقی کراچی سے نقل ہوا ہے جس میں سراسر غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے کہ جناب علامہ نیاز فتحپوری صاحب کو اُن کے قادیان آنے پر گویا "بھاری نذرانہ" دیا گیا تھا ۔۔۔ !! ذیل میں ہم اُس خط کا اصل متن شائع کر رہے ہیں جو جناب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ماہنامہ "فروغ اردو" کے ایڈیٹر صاحب کو تحریر فرمایا ہے۔ اور جو انہیں بذریعہ رجسٹری خط بغرض اشاعت بھجوایا گیا ہے۔ اس خط میں آپ نے اس غلط بیانی کی تردید کرتے ہوئے مدلل رنگ میں بتایا ہے کہ علامہ موصوف نے سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا ہے وہ ذاتی تحقیق اور احمدیہ لٹریچر کے براہ راست مطالعہ کے بعد لکھا ہے جو سرتا سر حقیقت پر مبنی ہے ۔۔۔ اور کہ اس منصفانہ اظہار رائے میں علامہ صاحب موصوف ہی منفرد نہیں بلکہ آج تک بیسیوں محققین احمدیت کے بارہ میں اسی طرح کی آراء ظاہر کر چکے ہیں ۔۔۔ مکتوب کے آخر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی خود اپنی تحریرات کی چند امثلہ پیش کر کے مثبت رنگ میں ثابت کیا گیا ہے کہ علامہ موصوف کے بیان کے مطابق فی الواقع حضرت بانی سلسلہ "عاشق رسول" تھے اور ماہر القادری صاحب کا یا کسی اور کا اس واضح بات کو جھٹلانا یا علامہ صاحب کی اس حقیقت بیانی پر "رشوت" یا "نذرانہ" وصول کرنے کا الزام لگانا غلط انداز فکر کا مظاہرہ ہے جس کا حقیقت! سے کچھ بھی تعلق نہیں ۔۔۔ !!

بخدمت مدیر محترم ماہنامہ فروغ اردو لکھنؤ۔

تسلیم!

آپ کے موقر جریدہ کا ماہ دسمبر ۱۹۶۱ء کا شمارہ ملاحظہ میں آیا۔ اس میں جناب ماہر القادری کے مضمون بعنوان "نگار کا جگر نمبر" میں مندرجہ ذیل الفاظ نظر سے گذرے۔

"اور یہ تو تازہ واقعہ ہے کہ نیاز صاحب کو قادیان بلایا گیا وہاں انہیں بھاری نذرانہ دیا گیا جس کے صلہ میں انہوں نے "نگار" میں مرزا غلام احمد کو "عاشق رسول" لکھا ۔۔۔ نیاز صاحب کو دوسرے کے دامن کی جبین سے ہجن لکیریں دکھائی دے جاتی ہیں مگر اپنے ہاتھے کی کالک نظر نہیں آتی۔"

چونکہ جناب ماہر القادری صاحب نے جو الزام جناب نیاز فتحپوری پر لگایا ہے اس کا تعلق جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان سے بھی ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں یہ مراسلہ بھیجا کر آپ کے ذریعہ سے اصل حقیقت جناب ماہر القادری صاحب اور دیگر قارئین "فروغ اردو" کے علم میں لاؤں۔

مجھے اس بات سے بہت اذیت پہنچی کہ ماہر القادری صاحب جیسے ادیب شہیر نے بغیر تحقیق حال کے ایک بین الاقوامی تبلیغی جماعت کے خلاف جو گذشتہ نصف صدی سے حمایت اسلام کے فریضہ کو ادا کرتی ہیں پیش پیش ہے۔ یہ رکیک اور سراسر غلط الزام عاید کیا۔ کہ انہوں نے جناب نیاز صاحب کو "بھاری نذرانہ" ادا کر کے ان سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حق میں "عاشق رسول" کے الفاظ تحریر کروائے۔

اس سے پیشتر بھی ایک صاحب شیخ عبداللہ نے جناب نیاز صاحب پر "رشوت عظیم" حاصل کرنے کا غلط الزام لگایا تھا جس کی تردید میں انہوں نے نگار میں تحریر کیا

"رہی تیسری بات رشوت عظیم کی سو اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہیں (یعنی جماعت احمدیہ ناقل) رشوت دینے کی ضرورت کیا ہے۔ جبکہ ان کے سارے کام بغیر رشوت ہی کے اچھی طرح چل رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حقیقت کے لحاظ سے بھی یہ الزام بالکل غلط ہے اور میرا یہ کہنا غلط نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں کم از کم احمدی جماعت تو یقیناً سمجھ جاتی۔ کہ میں کس قدر جھوٹا اور ذلیل انسان ہوں کہ باوجود رشوت لینے کے میں اس سے انکار کر رہا ہوں۔ اور میں ان کی نگاہ میں اپنے آپ کو ذلیل کرنا پسند نہیں کرتا۔"

(نگار ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء)

اس تردید کے باوجود جناب ماہر القادری صاحب کی یہ جسارت نہایت قابل افسوس ہے کہ انہوں نے بلا ثبوت ایک غلط اور خلاف واقعہ الزام کو دہرا کر ایک حامی اسلام اور بین الاقوامی تبلیغی جماعت کے خلاف طعن کیا۔

احمدیہ جماعت کے مراکز (قادیان اور ربوہ) میں مختلف مذاہب و ملل کے متلاشیان حق کثیر تعداد میں ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور جماعت کی طرف سے مربیان و مبلغین کو میدان جہاد میں بھجوا کر لٹریچر کے ذریعہ بھی پاک و ہند کے اطراف و جوانب اور اکناف عالم میں تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں چنانچہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ مسٹر این دی گیڈگل گورنر پنجاب اور اچاریہ ونوبا بھاوے جیسے ودان لیڈر بھی ہماری دعوت پر یہاں تشریف لائے۔ اور انکی خدمت میں تبلیغی ایڈریس اور اسلام و احمدیت کے متعلق لٹریچر جس میں قرآن کریم انگریزی کے نسخے بھی تھے پیش کر کے حق تبلیغ ادا کیا گیا۔ اور وہ ان ایڈریس اور لٹریچر کے مطالعہ سے متاثر بھی ہوئے

جماعت احمدیہ ہندوستان اپنے محدود وسائل اور کم مایہ فنڈز کے باوجود ہندوستان میں سے تقریباً ہر ایک کو پیغام حق پہنچا چکی ہے بلکہ بیرون ہند سے آنے والی "عظیم شخصیتوں" کو جن میں مسٹر آئزن ہاور صدر امریکہ۔ مسٹر بلگانن وزیر اعظم روس۔ اور ملکہ انگلستان الزبتھ بھی شامل ہیں۔ اسلام اور احمدیت کا لٹریچر پیش کر چکی ہے اور جماعت کی ان اسلامی خدمات کو ہندوستان اور پاکستان کے

(باقی صفحہ ۔ پر)

ملک صلاح الدین ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے ناز آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

احمدیت کا ایک بہت بڑا خدمتگذار چل بسا

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رحلت فرما گئے

— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن —

قادیان ۲۷ فروری۔ آج صبح سکندر آباد سے بذریعہ تار یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم ومغفور کی عمر اس وقت ۷۸ سال سے تجاوز تھی اور باوجود پیرانہ سالی کے ہر وقت دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کا بے پناہ جذبہ اپنے دل میں رکھتے۔ گذشتہ اڑتالیس سال سے آپ اسلام واحمدیت کی ایسی نمایاں خدمات سرانجام دیتے چلے آرہے تھے کہ ان کی بدولت آپ کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ کے لئے قائم رہے گا۔ آپ نے اتنا وقت اور اتنا روپیہ تبلیغ اسلام کے لئے صرف کیا کہ اس زمانہ میں شاذ و نادر ہی اس کی کوئی مثال ملے۔ بوجہ انتہائی اخلاص اور قربانی کے پیچھے آنے کے باوجود بہت آگے نکل گئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہرہ آفاق کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے مطالعہ سے آپ کو احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور ایک رؤیا کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہونے کی تحریک ہوئی۔ چنانچہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء کو باقاعدہ طور پر بیعت کر کے داخل سلسلہ ہو گئے اور اس وقت سے اب تک مالی جانی اور وقت کی ایسی قربانیاں پیش کیں جو اپنی نظیر آپ تھیں۔ آپ حقیقی معنوں میں مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ تبلیغ کے میدان میں جو اعلیٰ نمونہ آپ نے قائم کیا وہ قابل رشک ہے۔ اور اس حدیث نبوی کا مصداق ہے جس میں حضور نے فرمایا کہ دو شخصوں کے دو قسم کے عمل بڑے ہی قابل رشک ہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو تو وہ بلا دریغ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا چلا جائے اور دوسرا وہ جسے خدا تعالیٰ نے علم بخشا ہو اور وہ اس کے مطابق لوگوں کی راہنمائی کرتا ہو — خدا تعالیٰ نے آپ کو مال بھی دیا اور علم بھی عطا فرمایا۔ آپ نے اپنے مال کے ساتھ بھی خدمت دین کا حق ادا کر دیا۔ اور علم کو بھی اس راہ میں لگا دیا۔!!

اشاعتِ لٹریچر کے سلسلہ میں تو آپ نے جماعت کی بڑی ہی نمایاں خدمات سرانجام دیں اس کے لئے اس طرح کام کرتے تھے کہ گویا ساری دنیا کو احمدیت کی تبلیغ کرنا صرف ان کے اکیلے ہی کا فرض ہے۔ چنانچہ انگریزی اردو گجراتی وغیرہا متعدد زبانوں میں آپ نے بیسیوں ٹریکٹ اور متعدد ضخیم کتابیں اس کثرت سے شائع کیں کہ ایک ایک کتاب کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور متعدد مقامات پر آپ ہی کے شائع کردہ اور ارسال کردہ لٹریچر کے ذریعہ احمدیہ جماعتیں قائم ہو گئیں۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعودؑ کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی کہ وہ کثرت سے مال تقسیم کرے گا۔ مگر کوئی اُسے قبول نہ کرے گا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو اس طرح پوری ہوئی کہ حضورؑ نے خود مخالفین کو ان باتوں کے ثبوت پیش کرنے پر جنہیں وہ مانتے تھے اور جو اُن کی طرف پیش کی جاتی تھیں ہزارہا روپیہ بطور انعام پیش کیا مگر کوئی شخص مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس طرح وہ ایک پیسہ بھی حاصل نہ کر سکا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سیٹھ صاحب مرحوم و مغفور کو توفیق دی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کام (یفیض المال) کو خصوصیت سے جاری رکھا اور مخالفین کو ڈیڑھ لاکھ تک کے انعامات دینے کا اُن کی طرف سے برابر اعلان ہوتا رہا۔

آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت تھی۔ جس کا ثبوت آپ نے ہر اس تحریک پر بڑھ چڑھ کر لبیک کہنے کے ساتھ پیش کیا جو وقتاً فوقتاً حضور انور نے دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں فرمائی۔

ان جملہ وقتی اور مستقل تحریکات میں نمایاں حصہ لینے کے علاوہ آپ کو بفضلہ تعالیٰ نظامِ وصیت میں بھی حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس میں بھی آپ نے نمایاں قربانی کو قائم رکھا۔ دفتر وصیت کے ریکارڈ کے مطابق آپ نے جائیداد کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی اور آمد کے $\frac{1}{4}$ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی حصہ جائیداد کی ادائیگی کے سلسلہ میں آپ نے متعدد مواقع پر بڑی بڑی رقوم ادا فرمائیں۔ مثلاً ۱۹۱۹ء میں ۵۰۰/۰ روپیہ ۱۹۵۰ء میں ۸۵۹/۰ روپیہ نقد ادا کیا۔ اسی طرح ایک بڑی بلڈنگ احمدیہ جوبلی ہال کے نام کی ۲۶۶۶۶/۰ کے صرفہ سے (علاوہ قیمت زمین) اسی کے ملحق دو منزلہ عمارت قیمتی ۸۰۰۰/۰ روپیہ (علاوہ قیمت زمین) بھی سلسلہ کو دے دی۔ علاوہ ازیں حصہ آمد کی ادائیگی میں آپ کا چندہ ماہوار بعض اوقات ہزاروں سے تجاوز کر جاتا تھا۔ اب جبکہ آپ کچھ عرصہ سے مالی مشکلات سے گزر رہے تھے آپ سینکڑوں روپیہ ماہوار مرکز میں بھیجتے رہے اس طرح زندگی بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو خوب پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور فضل نازل ہوں آپ کی روح پر۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔ اور آپ پر راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دونوں بیٹوں سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب اور سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب اور تینوں بیٹیوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ہر طرح اُن سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اُن کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

ادارہ بدر اس جماعتی صدمہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور ساری جماعت کی خدمت میں اور حضرت سیٹھ صاحبؓ کے جملہ پسماندگان کی خدمت میں دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب کی جملہ اولاد کو بھی اپنے باپ کی طرح تمام نیک تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دیتا چلا جائے اور ان کی جملہ پریشانیوں اور تکالیف کو دور کرے۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کے سوانح

قبول احمدیت کے بعد حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی ساری زندگی بڑی ہی قابل رشک گزری ہے ان کی زندگی کے بیسیوں واقعات ایسے ہیں جو احباب جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں جن دوستوں کو ایسے واقعات و حالات کا علم ہو وہ مختصر طور پر انہیں قلمبند کر کے اخبار بدر میں اشاعت کی غرض سے ارسال فرمائیں۔ (ادارہ)

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

تبلیغی اور تربیتی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمایا اور آج دنیا کے کونے کونے میں جو مبلغین تبلیغ اسلام کر رہے ہیں وہ اسی مدرسہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا نیا تعلیمی سال وسط اپریل ۱۹۶۲ء سے شروع ہو رہا ہے احباب جماعت کو اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں دینی تعلیم کے حصول کیلئے بھجوانا چاہئیے۔ باہر سے آنیوالے بچوں کیلئے بورڈنگ کا انتظام ہے اور کم از کم اوسطاً ماہانہ خرچ ۳۰/- روپے (تیس روپے) ہے جن دوستوں میں اتنے اخراجات کی استطاعت نہ ہو تو طالب علم کی اچھی تعلیمی حالت اور والدین کی مالی حالت کے پیش نظر مرکز سے بھی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ دوستوں کو چاہئیے کہ ابھی سے نظارت تعلیم و تربیت سے فارم متعلقہ طلب کر کے اُسے پُر کر کے ارسال کریں تا باہر سے آنیوالے لڑکوں کو بروقت بلایا جا سکے۔ ایسی درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ صاحب مقامی کی سفارش اور تصدیق کیساتھ آنی ضروری ہیں۔ داخلہ کا معیار مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) کم از کم مڈل تک تعلیم ہو (۲) اردو اچھی طرح لکھ پڑھ سکتا ہو (۳) قرآن کریم ناظرہ پڑھنا جانتا ہو۔ (۴) صحت اور اخلاقی حالت اچھی ہو۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

اولوالعزم مصلح موعود کے بلند عزائم

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور ارشادات

فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ حضور ہی اس عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہوشیارپور سے شائع فرمائی۔ اور جس میں حضور اقدس کو ایک ایسے نافلہ اور اہم فرزند کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جس کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اکناف عالم میں اشاعت مقدر تھی۔ حضور نے اس انکشاف عظیم کا اعلان قادیان کے علاوہ ہوشیارپور۔ لدھیانہ۔ دہلی اور لاہور میں ہزاروں کے مجمع میں فرمایا اور اس طرح اپنوں اور بیگانوں نے خدا تعالیٰ کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس اعلان کے دو سال تین ماہ بعد جب ۱۹-۲۰-۲۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو قادیان میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی تو حضور نے جماعت کے دوستوں کے سامنے اپنے دعویٰ مصلح موعود کا ذکر فرماتے ہوئے انہیں توجہ دلائی کہ اس انکشاف کے بعد ان کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اور اب اُن کا فرض ہے کہ وہ اپنے کاموں کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے ترقیات کے میدان میں اپنا قدم کتنا آگے بڑھایا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے اپنے عزائم کا بھی ذکر فرمایا جن کا جماعتی ترقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ حضور کی یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ اب اس تقریر کا صرف وہ حصہ جو مصلح موعود کی پیشگوئی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ کے اس الہام کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ "یخلق اللہ ما یشاء" الفضل میں شائع ہونے پر افادہ احباب کے لئے نقل کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے فرمایا

۱۹۴۴ء کے شروع میں

اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی

کہ اس پیشگوئی کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے متعلق کی گئی تھی اور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نائب مقرر کیا گیا تھا جو شخص لوگوں کی اصلاح کے لئے آنے والا تھا اور جس کا اپنوں اور بیگانوں میں ایک لمبے عرصہ تک انتظار کیا جاتا رہا وہ میں ہی ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ میرے ہی وجود میں پوری کی گئی ہے۔ سات جنوری ۱۹۴۴ء کو یہ انکشاف مجھ پر ہوا تھا اور اب دو سال تین ماہ کی مدت میرے دعوےٰ مصلح موعود کے اعلان پر گذر چکی ہے۔ دو سال اور تین مہینے کی مدت کوئی معمولی مدت نہیں ہوتی

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے

کہ ایک بچہ کی پیدائش اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے اس لحاظ سے ۲۷ بلکہ ۲۸ مہینے اس وقت تک اس مانور پر گذر چکے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ گذشتہ ۲۷ مہینوں میں ہم نے دنیا میں کیا روحانی تغیر پیدا کیا ہے۔ اور ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ گذشتہ ۲۷ مہینوں میں ہم نے آئندہ تغیرات کے لئے کس قسم کی بنیاد رکھ دی ہے۔ بڑے کاموں کے نتیجے کبھی فوراً نہیں نکلتے بلکہ جتنی بڑی کوئی چیز ہوتی ہے اتنے ہی اُس کے حمل کے ایام بھی بڑے ہوتے ہیں اور جتنا درخت بڑا ہوتا ہے اتنا ہی اُس کے پھل لانے کے اوقات بھی زیادہ سے زیادہ بعید ہوتے چلے جاتے ہیں پس

جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے

اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ تو اُمید نہیں کر سکتے کہ ہتھیلی پر سرسوں جمانے میں ہم کامیاب ہو جائیں مگر اُس کے کچھ نہ کچھ آثار ضرور ظاہر ہونے چاہئیں تاکہ ہم بھی اور ہر غیر متعصب شخص بھی یہ سمجھ سکے کہ اب یہ لوگ کچھ کر کے رہیں گے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہمارے کاموں میں اس قسم کی سنجیدگی اور خلوص اور حوصلہ مندی اور دلیری پیدا ہوگئی ہے کہ ہمارے دل بھی اس بات پر مطمئن ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو جائیں گے اور دوسرے لوگ بھی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو جائیں کہ اب یہ جماعت کسی قریب منزل پر نہیں ٹھہرے گی بلکہ اس کی منزل بہت دور ہے اور اس کا قدم بہت تیز ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ ان دو سالوں میں ہمارے کاموں میں پہلے کی نسبت بہت کچھ تیزی پیدا ہوگئی ہے ان دو سالوں میں ہی ہم نے کالج قائم کیا اور ان دو سالوں میں ہی ہم نے جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ میں ترقی کے آثار پیدا کئے۔ انہی دو سالوں کے اندر ہمارے تبلیغی مشن بیرونجات میں پھیلے اور دیہات کی تبلیغ کا انتظام بھی انہی دو سالوں میں ہوا۔ غرض بہت سے ایسے کام ہم نے جاری کئے ہیں جو آئندہ زمانہ میں لمبے سے لمبے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے ممکن ثابت کر رہے ہیں لیکن پھر بھی سوال یہ ہے کہ ہم نے

ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانا ہے

ہم لوگ کسی سوسائٹی کے ممبر نہیں بلکہ ایک مذہب کے پیرو ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دہریت اور اباحت بہت پھیل چکی ہے عام طور پر مذاہب کے پابند بھی اپنے آپ کو ایک سوسائٹی کا ممبر سمجھتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں اس بات کو کہ وہ کسی سوسائٹی کے ممبر نہیں بلکہ ایک مذہب کے پیرو ہیں۔ سوسائٹی کا ایک محدود مقصد ہوتا ہے اور وہ اپنے لئے کام تجویز کرتے وقت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اُس نے صرف فلاں کام کرنا ہے۔ لیکن مذہب کا مقصد محدود نہیں ہوتا۔

مذہب نام ہے تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا

اور نہ تعلق باللہ کی کوئی حد بندی ہو سکتی ہے اور نہ شفقت علیٰ خلق اللہ کی کوئی حد بندی ہو سکتی ہے۔ دنیا کے جتنے پیشے جتنے حرفے اور جتنے کام ہیں اور جتنی ذمہ داریاں اس دنیا میں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب شفقت علیٰ خلق اللہ کا ہی حصہ ہوتی ہیں۔ اس میں تعلیم بھی شامل ہے۔ اس میں تربیت بھی شامل ہے۔ اس میں تجارت بھی شامل ہے اس میں صنعت و حرفت بھی شامل ہے۔ اس میں علوم و فنون بھی شامل ہیں۔ اس میں اقتصادیات بھی شامل ہیں۔ اس میں قضاء بھی شامل ہے۔ غرض یہ سارے امور اور ان کی وہ سینکڑوں شاخیں جو پھیلتی چلی جاتی ہیں سب کی سب شفقت علیٰ خلق اللہ میں شامل ہیں اور سوائے اُس کام کے جس کے نتیجہ میں دنیا پر ظلم ہوتا ہو اور کوئی کام نہیں جو شفقت علیٰ خلق اللہ میں شامل نہ ہو۔ اس لئے مذہب کی حد بندی سے کوئی اچھی بات باہر نہیں ہوتی۔ پس یہ امر ہم میں سے ہر فرد کو

اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے

کہ احمدیت کوئی تعلیمی انجمن نہیں۔ سیاسی انجمن نہیں۔ اقتصادی انجمن نہیں کہ کچھ حصہ کام کرنے کے بعد ہم دنیا سے کہہ سکیں کہ ہماری ذمہ داری ختم ہو چکی ہے۔ ہم ایک مذہب کے پیرو ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کی بھی اصلاح کریں۔ اور اس کی کوئی حد بندی نہیں جس طرح خدا تعالیٰ کی صفات کی کوئی حد بندی نہیں۔ ہاں ہر کام وقت سے تعلق رکھتا ہے یہ کہنا کہ ہر چیز آج ہی ہو جائے بالکل غلط ہے مگر یہ کہنا کہ ہر چیز کسی آئندہ زمانہ میں ہی ہو سکتی ہے۔ اس زمانہ میں کچھ نہیں ہو سکتا یہ بھی غلط ہے ہمیں کچھ نہ کچھ ایسے آثار دکھانے پڑیں گے جن سے دنیا کا ہر عقلمند انسان یہ خیال کرنے پر مجبور ہو کہ اب اس جماعت کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ میرے نزدیک

اب وقت آگیا ہے

کہ ہماری جماعت اپنے نقطۂ نگاہ کو اونچا کرے اور یہی وجہ ہے کہ مَیں نے اپنی جماعت کے کاموں کو وسعت دینے کی کوشش کی ہے جہاں تک تعلیم کا سوال ہے جیسا کہ مَیں ابھی اشارہ کر چکا ہوں ہم مدارس کی حد سے نکل کر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کالج قائم کر چکے ہیں۔ اور گو ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دنیا بھر میں تعلیم جاری کریں مگر ابھی ہمارے محدود ذرائع ہمیں اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ سر دست ہم نے قادیان میں اپنا کالج قائم کر دیا ہے۔ اس سال ہمارے کالج کے لڑکے ایف اے اور ایف ایس سی کا امتحان دیں گے اس کے بعد جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے بی اے اور بی ایس سی کی کلاسز انشاء اللہ کھولی جائیں گی۔ اور جب یہ دو سال گذر جائیں گے تو پھر ایم اے اور ایم ایس سی کی کلاسز ہم کھول دیں گے تاکہ یہ کالج مکمل ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی

میرا یہ بھی منشا ہے

کہ ایف ایس سی میڈیکل کی کلاسز بھی ہم کھول دیں۔ جب یہ ساری کلاسز کھل جائیں گی تو ہمارا کالج انشاء اللہ اپنی تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ بی اے اور بی ایس سی کے لئے نئی عمارت شروع کر دی گئی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ستمبر اکتوبر تک جب ان کلاسز کے کھلنے کا وقت آئے گا ہمارے پاس عمارت تیار ہو گی اور سامان بھی ہم حاصل کر چکے ہوں گے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے راستہ میں کئی قسم کی دقتیں اور مشکلات حائل ہیں لیکن دقتیں اور مشکلات کس کام میں نہیں ہوتیں۔ ہر قسم کی مشکلات کے ہوتے ہوئے ان کو سر کرنا اور دقتوں کے ہوتے ہوئے ان کو دور کر کے کام کر جانا یہی بہادروں اور دلیروں کا نشان ہوتا ہے۔

اس کے بعد تعلیمی سلسلہ میں

میرا پروگرام یہ ہے

کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کالج کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی تو اس کے بعد دو اور کالج قائم کئے جائیں جن کا قائم کرنا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے ایک تو انجنیئرنگ کالج انشاء اللہ قائم کیا جائے گا اور ایک کامرس کالج قائم کیا جائے گا۔ صنعت و حرفت کا تعلق انجنیئرنگ سے ہے اور تجارت کا تعلق کامرس سے ہے۔ اور مسلمان ان دونوں علوم میں بہت پیچھے ہیں۔ ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے ایک منظم جماعت بنایا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی جماعت کے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ سہولت کے راستے کھولیں۔

اسی طرح

میرے دل میں ایک یہ بھی ارادہ ہے

کہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو ایک میڈیکل سکول یا میڈیکل کالج بھی کھولا جائے تا ہمارے مبلغین کے کام میں سہولت پیدا ہو۔ بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں خالی مبلغ کام نہیں کر سکتا بلکہ اس کا ڈاکٹر ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ خود ہندوستان میں ایسے کئی علاقے ہیں کہ اگر ہم وہاں ڈاکٹر بھیجیں تو بہت سے لوگ ہماری تبلیغ سننے لگ جائیں خصوصاً جنوبی اور مشرقی ہند میں کثرت سے ایسے علاقے پائے جاتے ہیں اور ان میں اس قدر غربت ہے کہ خدا تعالیٰ کے لاکھوں بندے جانوروں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر ڈاکٹروں کے ذریعہ انہیں سچائی کی طرف توجہ دلائی جائے تو یقیناً خود صداقت کی طرف وہ جلدی آ سکتے ہیں۔

دینی تعلیم کے لحاظ سے

مدرسہ احمدیہ پہلے سے قائم ہے مگر اب ہم مدرسہ احمدیہ اور جامعہ کو بھی بڑھا رہے ہیں۔ پہلے اس مدرسہ میں بہت ہی کم طلباء آیا کرتے تھے۔ مگر اب ہم نے طلباء کو پڑھانے کا خاص طور پر انتظام کیا ہے اور غرباء کے لئے وظائف بھی مقرر کئے ہیں۔ تاکہ جو لوگ اپنے بچوں کو اخراجات کی کمی کی وجہ سے تعلیم نہیں دلا سکتے وہ ان وظائف کے ذریعہ اپنے بچوں کو پڑھا سکیں۔ اس مد میں ہماری جماعت کے کچھ باہر کے دوست بھی حصہ لے رہے ہیں اور خود میں نے بھی ذاتی طور پر وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی تو میں پچاس طالب علموں کو اپنے خرچ پر تعلیم دلاؤں گا

میرا ارادہ ہے

کہ میں ایک سال پانچ طالب علموں کو وظیفہ دوں۔ دوسرے سال پھر اور پانچ طالب علموں کو وظیفہ دوں اور اس طرح قدم بقدم پچاس طالب علموں کو اپنے خرچ پر سلسلہ کی آئندہ تبلیغ کے لئے تیار کروں اور چونکہ کورس آٹھ سال کا ہے اس لئے اٹھارہ سال میں یہ طالب علم تیار ہو سکیں گے۔ ان ۱۸ سال میں ان کے وظائف پر چھیاسٹھ ہزار روپیہ خرچ آئے گا۔ میں اس چھیاسٹھ ہزار روپیہ میں سے پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے انشاء اللہ ادا کرتا رہوں گا یا اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو چھ ہزار سالانہ ادا کر دیا کروں گا۔ تاکہ اٹھارہ سال کے بعد پچاس عالم مبلغ میرے خرچ پر پیدا ہو جائیں اور اسلام اور احمدیت کے لئے مفید خدمت سر انجام دے سکیں۔

(الفضل ۲۰ ۲/۶۲)

کچھ اپنے متعلق

(از قلم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

انسان پر خدا کی اتنی نعمتیں ہیں کہ وہ ان کا شمار نہیں کر سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طفیل تو ہم پر خدا کی نعمتوں کا کوئی حد و حساب ہی نہیں لیکن پھر بھی بعض اوقات انسان ضعیف البنیان کمزوری دکھاتا اور بے صبری کرتا اور ناشکرگذاری کا مرتکب ہونے لگتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ قول کتنا پیارا ہے کہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی روایت آتی ہے کہ وہ بعض اوقات اپنے آخری ایام میں گھبرا کر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔ یعنی اے میرے آقا میں تجھ سے اپنے کسی نیک عمل کا اجر نہیں مانگتا مگر مجھے میری لغزشوں کی پاداش سے محفوظ رکھ اور میرا حساب کتاب برابر رہنے دے۔

اس عاجز کی عمر بھی اس وقت انہتر ۶۹ سال کے قریب ہے بلکہ قمری حساب سے ستر سال سے اوپر ہو چکی ہے اور یہ عمر طبعاً ضعف اور کمزوری کی عمر ہوتی ہے۔ اور اس پر مجھے کئی سال سے تین جانفگر پیدا کرنے والی بیماریاں بھی لاحق ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طویل علالت اور عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی وفات کی وجہ سے بھی طبیعت اکثر بے چین رہتی ہے اور اپنی جسمانی اور روحانی کمزوریوں کا خیال بھی دل پر غالب ہے۔ اور گو میں خدا کے فضل سے اپنی طاقت کے مطابق صبر پر قائم رہنے کی کوشش کرتا ہوں اور اپنی سمجھ کے مطابق خدا کی بے شمار نعمتوں کا شکرگذار رہنے کی سعی بھی کرتا ہوں مگر دل ڈرتا رہتا ہے اور خوف کھاتا ہے کہ باوجود خدا تعالیٰ کی وسیع بخشش اور بے حد رحم و کرم کے باوجود بعض اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دل اسی دعا کی طرف مائل ہونے لگتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔

پس میں اس رمضان کے مبارک مہینہ میں اپنے دوستوں اور مخلصین جماعت سے اپنے لئے دو **خاص دعاؤں** کی درخواست کرتا ہوں:

(۱) اوّل یہ کہ جتنی بھی میری مقدر زندگی ہے اللہ تعالیٰ اس میں مجھے دلی سکون اور کام کرنے والی جسمانی صحت اور اپنی رضا کے ماتحت **مقبول** خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور میرا انجام بخیر ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری کمزوریوں کے باوجود اپنی ذرہ نوازی سے قیامت کے دن اس گروہ میں شامل فرمائے جن کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے بعض لوگ **حساب کتاب کے بغیر بخشے** جائیں گے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس عاجز کو حشر کے میدان میں خدا کے سامنے اپنے حساب کتاب کیلئے کھڑے ہونے کی بالکل طاقت نہیں۔ یا حیّ یا قیوم برحمتک استغیث واجزاءنک خیراً یا ارحم الراحمین۔

راقم آثم خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ

۱۲ فروری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۰ رمضان المبارک

قادیان میں یوم مصلح موعود کی تقریب پر شاندار جلسہ

مرتبہ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی اے قادیان

قادیان ۲۰ فروری بروز منگل ...

... مسجد اقصیٰ میں لوکل احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام پیشگوئی مصلح موعود کا ایک شاندار جلسہ زیر صدارت حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز سوا نو بجے صبح تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ الہ دین صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری نے مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم۔ اے کی ایک مؤثر نظم خوش الحانی سے سنائی جس کا مطلع یہ تھا سہ

یہ خدا کی بات ہے پوری جو ہو گی بالیقیں
پھر ترے قدموں کو چومیں گی زمیں کی سرحدیں

بعد ازاں مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم بعنوان حمد و ثناء الٰہی کو جو ذات ہمارے دل میں ہے سے چند منتخب اشعار سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

اس کے بعد صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں جلالی و جمالی کا ذکر کیا اور بتایا کہ جمالی بعثت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے پوری ہوئی۔ آپ کے زمانہ بعثت میں دین اسلام کس مپرسی کی حالت میں تھا۔ آپ نے اس زمانہ میں دنیا کے لئے اسلام کی صداقت کا واضح نشان ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں چنانچہ ہوشیارپور میں چالیس روز کی چلہ کشی اور تضرعات کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود کی پیدائش کی خوشخبری دی۔ آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اس عظیم الشان نشان آسمانی پر مشتمل پیشگوئی کا اشتہار شائع فرمایا اور یہ سب پیشگوئیاں ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں پوری ہوئیں اور انہی خدائی باتوں کے تذکرہ کے لئے آج کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس کے بعد مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا اور پھر مکرم مولوی عمر علی صاحب فاضل بنگالی نے

مصلح موعود کا وجود اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا کھلا نشان

کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آیت قرآنی افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ جب آپ نے اسلام کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود دیئے جانے کی بشارت عطا فرمائی جس کا وجود اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی کھلی دلیل ہے۔ چنانچہ نہ صرف مصلح موعود کی مقررہ نو سالہ میعاد کے اندر پیدائش ہی اسلام کی حقیقت کی دلیل ہے۔ بلکہ آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی دیگر علامات کا آپ کے وجود میں پایا جانا بھی اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ اس موقعہ پر مقرر نے پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ علامات میں سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے اسلام پر ہونے والے ہر قسم کے علوم جدیدہ فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دینے کا دعوےٰ فرمایا ہے۔ آخر میں آپ نے پیشگوئی میں بیان فرمودہ شق "تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے" کی تشریح بیان کرتے ہوئے عیسائیوں کے پہلے بلند بانگ دعاوی مگر بعد میں اعتراف شکست کا تفصیل سے ذکر کیا۔

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مالاباری نے

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے

کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح ڈالے جانے سے مراد قرآن مجید کی رو سے امور غیبیہ کی قبل از وقوع اطلاع دیا جانا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو قبل از وقت بہت سے ایسے امور غیبیہ سے اطلاع دی گئی۔ جو آپ کے متبعین، مخالفین منکرین۔ جماعت کی ترقی۔ دشمنوں کی ناکامی اور جن الاقوامی معاملات سے متعلق تھے۔ تفصیل بیان کرتے ہوئے مقرر نے بتایا کہ کس طرح ۱۹۰۷ء میں ہی آپ کو غیر مبایعین کے فتنہ کے متعلق نہ صرف اطلاع دی گئی بلکہ ان کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب کا وجود بھی آپ کو رؤیا میں دکھایا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی الہام الٰہی لیمزقنھم کے ذریعہ یہ بھی بتا دیا گیا کہ انجام کار اللہ تعالیٰ ان میں تشتت و افتراق پیدا کر کے مصلح موعود کے متبعین کو ترقیات پر ترقیات دے گا۔ تقریر کے آخر میں مقرر نے بتایا کہ کس طرح غیر مبایعین جو ابتداء میں ڈینگیں مارا کرتے تھے آج مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی کامیابی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ سچ ہے سہ

عزت کو کچھ کہ کٹ جاؤں گا میں فرد ور
ملتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چوتھی تقریر مکرم مولوی عبدالقادر صاحب فاضل دہلوی نے

زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا

کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں احمدیت کی تبلیغ ہندوستان سے باہر صرف افغانستان یہاں صحیح معنوں میں پہنچی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اگرچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے لنڈن جا کر ووکنگ مشن کی بنیاد رکھی لیکن وہاں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لینا سم قاتل قرار دیا۔ اور یہ حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہی مبارک وجود ہے۔ جن کے زمانہ میں اور آپ کی قیادت میں احمدیت اکناف عالم میں پھیلتی ہوئی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اسی ضمن میں مقرر نے بیرونی ممالک میں احمدیہ مشنوں کے قیام اور کثرت سے سلسلہ کے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت کا ذکر کیا اور آخر میں بتایا کہ کس طرح آج عیسائیت پسپا ہو رہی ہے۔ اور عیسائی پادری اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں۔

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے جناب چند روشن دین صاحب تنویر کی نظم "نام بھی محمود تھا کام بھی محمود ہے" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہ مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے امریکہ کے کثیر الاشاعت رسالہ میں لوگو سلاوی فاضل مستشرق کے شائع شدہ مقالہ کے ایمان افروز اقتباسات رسالہ انصار اللہ ربوہ سے پڑھ کر سنائے جس میں اس نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بے نظیر قیادت۔ اسلام پر ہر قسم کے علمی و فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دیئے جانے کا چیلنج۔ ربوہ کے مشنری کالج (جامعہ احمدیہ) شعبہ نشر و اشاعت۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تائید میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل اور اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں تمام شدہ فعال مشنوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

قومیں اس سے برکت پائیں گی

اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے مندرجہ بالا عنوان پر نہایت ہی اچھوتے رنگ میں تقریر کا آغاز کرتے ہوئے بیان کیا کہ کس طرح آج قومیت کا نظریہ وسعت اختیار کر چکا ہے۔ اور دنیا کے تمام ممالک کے لوگ اپنے آپ کو اپنے ملک کی طرف منسوب کرتے ہوئے ایک علیحدہ قوم خیال کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے الہام میں مذکور جمع کا صیغہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مصلح موعود کی مقبولیت اپنے ملک سے نکل کر دنیا کے دیگر بہت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ پھر برکت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ برکت سے مراد خالص روحانی زندگی کی طرف راہنمائی ہے جیسا کہ آیت قرآنی ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰتٍ من السماء میں بتایا گیا ہے کہ یہ برکات ایمان اور تقویٰ سے پر منحصر ہیں۔ اس ضمن میں فاضل مقرر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ ساری دنیا میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے منظم کام اور تراجم قرآنی اور تعمیر مساجد کے بے نظیر کارنامے کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ بموجب الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم اور بموجب آیت قرآنیہ وھٰذا کتاب انزلناہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرانے کی عملی جد و جہد دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کے پروگرام پر عمل یہ وہ برکات ہیں جو دنیا کی قومیں حضرت مصلح موعود کے وجود سے حاصل کر رہی ہیں۔

مصلح موعود کے ذریعہ تائید اسلام کا

عظیم الشان کام

اس کے بعد مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مندرجہ بالا عنوان پر تقریر فرمائی جس کے آغاز میں آپ نے پیشگوئی مصلح موعود میں سے ان شقروں کا ذکر کیا جن میں مصلح موعود کے ذریعہ تائید اسلام کے عظیم الشان کام کی داغ بیل ڈالے جانے کا ذکر ہے۔ پھر آپ نے اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کیا کہ کس طرح غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسلامی علوم کے احیاء کے لئے جاری کردہ مدرسہ احمدیہ کو حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد بند کرنے کی مذموم کوشش کی۔ مگر حضرت مصلح موعود ایدہ الودود کی بروقت کی سعی سے وہ بند ہوتے ہوتے بچ گیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر کا وضاحت سے ذکر کیا۔ اور حضور کی تالیف منیف تفسیر کبیر کے متعلق اس امر کا تفصیل سے بیان فرمایا کہ کس طرح آج غیر از جماعت دوست اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی زیر قیادت دنیا بھر میں اسلامی تبلیغی مشنوں کا جال پھیل چکا ہے۔ ایک خاص پروگرام کے ماتحت مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے مدارس قائم کئے جا رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ تحریک جدید کے قیام اور اس کے نتائج تفصیل سے روشنی ڈالی کہ کس طرح اس کے ذریعہ اسلام کی تائید میں دنیا میں عظیم الشان کام سرانجام دیا جا رہا ہے جس کی کامیابی کے اعتراف پر آج غیر از جماعت لوگ بھی مجبور ہو رہے ہیں۔

بالآخر صاحب صدر نے حاضرین کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ نے تو اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر دیا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو اپنے سرگرم عمل سے پورا کر کے دکھائیں اس طرح پرسوز اجتماعی دعا کے بعد یہ مبارک تقریب بارہ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے جلسہ یوم مصلح موعود

۲۰ر فروری۔ صبح دس بجے زیر صدارت محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے جلسہ کی غرض و غایت بتاتے ہوئے فرمایا کہ آج کا دن تاریخ احمدیت میں ایک عظیم الشان دن ہے۔ اس دن کے آتے ہی ہمارے دل خوشیوں اور روحانی ولولوں سے بھرپور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ دن ہم کو اس مبارک دن کی یاد تازہ کراتا ہے جس دن ماموریت اللہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کو اللہ تعالےٰ نے منکرین اسلام اور مخالفین احمدیت کے لئے کھلا کھلا اور عظیم الشان نشان آسمانی عطا فرمایا تھا۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے مختلف پہلوؤں پر آج کے جلسہ میں روشنی ڈالی جائے گی۔

پہلی تقریر محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" کے موضوع پر کی۔

دوسری تقریر عزیزہ امۃ اللطیف کی "زندہ خدا کا زندہ نشان" کے موضوع پر ہوئی۔ جس میں عزیزہ نے بتایا کہ اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ مصلح موعود کی پیشگوئی کی صورت میں ایک ایسا زندہ جاوید نشان عطا فرمایا ہے جو قیامت تک طالب حق روحوں کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا رہے گا۔

تیسری تقریر عزیزہ امۃ العزیز کی "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" کے موضوع پر ہوئی۔ عزیزہ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے جو مشن ہندوستان سے باہر اسلام کی تبلیغ کے لئے قائم ہوئے ہیں۔ وہ حضور کی مساعی اور کوششوں کا ہی ایک پھل ہے۔ اور اس طرح احمدیت کی تبلیغ کے ساتھ حضور کا نام بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا رہا ہے

چوتھے نمبر پر محترمہ خورشید بیگم صاحبہ کی تقریر "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے بھی تفصیل سے جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا۔

پانچویں تقریر عزیزہ فیروزہ بیگم نے "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" کے عنوان پر کی۔ عزیزہ نے مختلف مثالیں دے کر بتایا کہ حضرت مصلح الموعود میں واقعی غیر معمولی ذہانت پائی جاتی ہے۔ چھٹی تقریر عزیزہ سعیدہ بیگم کی "مبارک وجود" کے عنوان پر ہوئی۔ اس میں ان برکات کا تذکرہ کیا جو حضور اقدس مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئیں

آخری تقریر عاجزہ نے "ہمارے موجودہ امام ہی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں" کے موضوع پر کی۔ جس میں عاجزہ نے سلسلہ کی تاریخ سے اس امر کو ثابت کیا کہ حضور کے کارنامے نمایاں اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ حضور ہی وہ مقدس وجود ہیں جن کی آمد کے لئے انبیاء اور اولیاء پیشگوئیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ اور حضور کے وجود کے ساتھ اسلام کی آئندہ ترقیات وابستہ ہیں۔

جلسہ کے شروع اور دوران تقاریر میں عزیزہ امۃ القیوم عزیزہ جمیلہ صدیقی۔ اور چھوٹی بچیوں کے گروپ نے نظمیں پڑھ کر محظوظ کیا۔

بالآخر صدارتی تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی۔ اور -/۲۵ روپیہ کی رقم بطور صدقہ جمع کی گئی۔ جو حضرت امیر صاحب کی خدمت میں بھجوا دی تاکہ ایک بکرا خرید کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا صدقہ دیا جائے۔

خاکسارہ

صادقہ خاتون صدر لجنہ اماء اللہ

قادیان

تعزیتی قرارداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

بر وفات

حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد رضی اللہ عنہ وارضاہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کی وفات پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ حضرت سیٹھ صاحب کا وجود سلسلہ حقہ کیلئے نادر اور نہایت قابل قدر تھا۔ اگرچہ آپ کو معروف اصطلاح کے مطابق صحابیت کا مقام حاصل نہ تھا اور آپ نے خلافت ثانیہ کی ابتداء میں شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ لیکن باوجود بعد میں آنے کے آپ کو نیکی۔ تقویٰ۔ خدمت دین کی توفیق اور اہل بیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے جو والہانہ عشق تھا اس کی وجہ سے آپکا وجود صف اول کے مخلصین میں شمار ہوتا ہے آپ نے سلسلہ کی جو تبلیغی اور مالی اعانت فرمائی ہے وہ بھی آپ کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے آپ کے بلند مقام کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے متعدد بار اظہار فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"میں نے دعا کی اور رؤیا دیکھا کہ تخت بچھا ہے جس پر سیٹھ صاحب بیٹھے ہیں۔۔۔۔ جب وہ مجھے ملے اس وقت آسمان کی کھڑکی کھلی اور میں نے دیکھا کہ فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینک رہے ہیں"

اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب کی تبلیغی خدمات کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت میں سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب ایک نہایت ہی مخلص اور نہایت ہی قربانی کرنیوالے آدمی ہیں وہ ذاتی طور پر اپنے اموال کا ایک بہت بڑا حصہ تبلیغ کیلئے ٹریکٹ اور رسالے شائع کرنے میں خرچ کرتے ہیں" ۔۔۔ پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"احمدیت کے ساتھ ان کا عشق بڑھتا گیا اور وہ دلی رغبت سے بڑی قربانی اور ہر رنگ کی قربانی کرتے رہے ہیں۔ تبلیغ میں اس حد تک انہیں جوش ہے کہ جیسے کہ قرآن شریف میں والنازعات غرقاً کا ارشاد فرمایا گیا ہے یہ مقام انہیں حاصل ہے"

جب حضور علاج کی غرض سے ۱۹۵۵ء میں یورپ تشریف لے گئے تو آپ نے محترم سیٹھ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اللہ دین اس سفر میں آپ کے خاندان کو دعاؤں میں یاد رکھوں گا آپ میری زندگی کے سفر کے ساتھی ہیں۔ پھر میں آپ کو کس طرح بھول سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس اللہ تعالےٰ نے سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب اللہ رکھا مدراسی کی شکل میں اپنے فرشتے بھجوائے تھے۔ میرے پاس اللہ تعالےٰ نے آپ کی شکل میں فرشتے بھجوائے ہیں۔۔۔۔ آپ آگے آ کر جماعت کو مضبوط کریں اور دیگر نادہندوں کو مضبوط کرنے کی سعی فرمائیں"

مرنا اپنا ایک بیٹا اس دار فانی سے عنفوان شباب میں لے لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو کام کی توفیق دے اور آپ میں سے ہر ایک شخص بادآدم ثابت ہو اور ایک دن آنیوالا ہے کہ ان ملکوں میں آپ لوگوں ہی کی روحانی اور جسمانی نسل ہوگی آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ وفاداری کا سلوک کیا ہے"

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے آپکی خدمات اور قربانیوں کی بنا پر آپکو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر بھی نامزد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپکی روح کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام پر فائز فرمائے اور آپکی بیگم صاحبہ صاحبزادگان۔ صاحبزادیوں اور دیگر عزیزان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کو اپنے مقدس باپ کے نقش قدم پر چلاتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی والہانہ خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور طرح حافظ و ناصر ہو۔

اس قرارداد کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ناظر خدمت درویشان۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب و دیگر لواحقین و ایڈیٹر اخبار الفضل و الفرقان و بدر کو بھجوائی جائیں۔

درخواست دعا۔ خاکسار عرصہ ۲ سال سے متعدد بیماریوں دمہ۔ نزلہ اور دیگر امراض میں مبتلا ہے نیز خاکسار کی اہلیہ ساجدہ شمس بی بی صاحبہ بھی عرصہ سے

۔۔ دراز سے مرض گٹھیا وغیرہ میں مبتلا ہے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت صحابہ کرام بزرگان سلسلہ اور برادران صاحبان کی خدمت بابرکات میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار رحمت اللہ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بھدوہی (بنارس)

احمدیوں اور غیر احمدیوں کا سیاسی موقف

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

ذیل کا مضمون کتاب "فتنہ قادیانیت" شائع کردہ ادارہ اہل سنت والجماعت حیدرآباد دکن کا جواب ہے جو مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے تیار فرمایا ہے۔ اس کی دوسری قسط شائع کی جا رہی ہے —— (ادارہ)

انگریز اور انگریزی راج کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ

میں اس جگہ یہ بھی واضح کر دوں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا شعاری کے باوجود انگریزی حکومت کے زوال پر یقین رکھتے تھے۔ انگریزی قوانین کو تنقید کے قابل کہتے تھے انگریز قوم کو دجال و یاجوج قرار دیتے تھے۔ اور سیاسی لیڈروں سے زیادہ آزادئ ہند کے خواہاں تھے۔

انگریزی راج کے زوال کی خبر

آپ کو اللہ تعالیٰ نے انگریزی راج کے زوال پذیر مستقبل کی اس الہام میں خبر دی تھی

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ضعف و فساد و اختلال
(تذکرہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر ۱۸۹۲ء میں دی تھی جب عموماً سیاسی مدبر یہ کہتے تھے کہ "انگریزی راج کی عمر "مغل راج" سے زیادہ ہوگی آپ کی ایک نظم کا مصرعہ ہے

"مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس"

لیکن اس کی دوسری قرأت یہ ہے

"مضمحل ہو جائیگی اس خوف سے سب طاقتیں"

اس میں اشارہ انگریزی راج کے اضمحلال کی طرف بھی تھا۔

انگریزی قوانین پر تنقید

اسی طرح آپ نے انگریزی قوانین کے متعلق فرمایا کہ

ہم اس کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے۔ بلکہ قوانین کا اصول رعایا کی کثرت رائے ہے۔ گورنمنٹ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوتی۔ تا وہ اپنے قوانین میں غلطی نہ کرے۔
(نور القرآن)

دجال۔ یاجوج ماجوج

اسی طرح آپ انگریزوں کے کسی تقدس یا بزرگی کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ آپ انہیں دجال اور یاجوج کہتے تھے دجال مذہبی اعتبار سے اور یاجوج سیاسی لحاظ سے۔ آپ نے ان کے مذہب کو دجل و فریب کا ایک مجموعہ اور ان کی سیاست کو آگ کا ایک تودہ قرار دیا۔ آپ نے اپنی زندگی کا نصب العین "کسر صلیب" بتایا۔ یعنی عیسائیت کے نظام باطل کو پارہ پارہ کرنا۔ آپ نے مذہب عیسوی کے خلاف اتنا زبردست مورچہ لگایا کہ اس کی نظیر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بھی نہیں ملتی۔ آپ کے زبردست قلمی جہاد سے عیسائیت کے تینوں ستون اپنی اپنی جگہ سے اکھڑ گئے۔ اور "قصر تثلیث" بے سہارا نظر آنے لگا۔ ہر قوم کے منصف مزاج طبقہ نے آپ کے اس شاندار کارنامے کا اعتراف کیا ہے

جذبۂ آزادئ وطن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اب رہ گیا ہمارا یہ دعوےٰ کہ سیاسی لیڈروں سے زیادہ آپ کے دل میں "آزادئ وطن" کا جوش تھا۔ ہمارے امام عالی مقام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ۵ جون ۱۹۴۶ء کے خطبۂ جمعہ میں صاف فرمایا کہ

میں ایک منٹ کے لئے یہ ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ ہندوستان کی آزادی کا خیال گاندھی جی اور پنڈت نہرو کو اس کا نصف بھی ہے جتنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تھا۔ انبیاء ہمیشہ دنیا سے غلامی کو دور کرنے کیلئے آتے ہیں۔ ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ دنیا کو کسی کا غلام بنا کر رکھیں۔ بلکہ ان کا مقصد وحید یہی ہوتا ہے کہ دنیا کو آزاد کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی چونکہ مامور تھے۔ اسلئے آپ کا بھی یہی مقصد تھا۔
(الحکم ۳۸ء)

لیکن اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس نصب العین کے باوجود ہم کبھی قانون شکنی یا ترک موالات نہیں کریں گے۔ جماعت احمدیہ ایک اعتدال پسند جماعت ہے۔ اور یہ تحریک آزادی میں بھی راہ اعتدال پر چلنا چاہتی ہے اس لئے یہ آئینی اور دستوری جنگ کے سوا اور کوئی طریق اختیار نہیں کر سکتی۔

ہم حکومت کو نیک مشورہ دے سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لارڈ "ایلجن" کو مشورہ دیا تھا کہ مذہبی بزرگوں کی اہانت کرنے والوں کے خلاف قانون بنانا چاہیئے

ہم ارباب حکومت کی کسی رائے سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فنانشل کمشنر سر ڈلس کی اس رائے سے اختلاف کیا تھا کہ "مسلم لیگ" حکومت کی مرضی کے مطابق کام کرتی رہے گی۔

جماعت احمدیہ کا مسلک

جماعت احمدیہ کا مسلک یہ رہا ہے کہ حکومت کی طرف سے جن جن اصلاحات کا نفاذ ہوتا ہے اسے قبول کرتے جانا چاہیئے۔ اور پھر مزید حقوق کے لئے آئینی جد و جہد جاری رکھنی چاہیئے۔ جماعت کی یہ پالیسی ہے اور اگر اس طریق کار پر عمل کیا جاتا تو قوم و ملک کو دو فوائد حاصل ہوتے۔ ایک فائدہ یہ ہوتا کہ ہندوستان ۱۹۴۷ء سے پہلے آزاد ہو جاتا۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا کہ تحریک آزادی کے دوران رضاکاروں کی غلط تربیت نہ ہوتی اور قانون شکنی کا رجحان نہ بڑھتا۔ جس سے آج آزاد ہندوستان بھی پریشان ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کا استقبال

آزادی کی یہی سچی تڑپ تھی جس بنا پر ۱۹۳۶ء میں امام جماعت احمدیہ نے "نیشنل لیگ کور" کو پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس کے استقبال کی ہدایت کی۔ بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ اگر نیشنل لیگ کور کے علاوہ اور احمدی بھی اس استقبال میں شریک ہوتے تو اچھا ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جنگ آزادی کا ایک جواں مرد سپاہی ہے۔ محب وطن ہے صدر کانگرس ہے ہمارے صوبہ میں ایک مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہے۔ ان کے شایان شان استقبال کرنا ہمارا اخلاقی و ملکی فریضہ ہے۔ آپ نے اسی خطبہ میں یہاں تک فرمایا کہ

ہر شخص جو کسی شعبۂ زندگی میں اچھا کام کرتا ہے یقیناً وہ ہمارا کام کرتا ہے۔

اسی خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ گاندھی جی کو بھی قادیان آنے کی دعوت دی تھی۔ اور کہا تھا کہ وہ اپنے خیالات ہمیں سنائیں اور ہمارے خیالات وہ سنیں

ان باتوں سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کے رہنماؤں کے دل میں "آزادئ ہند" کی بھی تڑپ تھی۔ اگر ان کے دل میں یہ لگن نہ ہوتی تو یہ ملک کے ان سیاسی خادموں کی اس طرح عزت افزائی نہ کرتے۔

جواہر لال نہرو کے استقبال پہ اعتراض

"مؤلف فتنۂ قادیانیت" نے جماعت احمدیہ کے اس استقبال کو "باطل کے زیر سایہ" کا خطاب دیا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آج یہ لوگ اپنے مذہبی عقیدے کی بنا پر پنڈت جواہر لال نہرو کی وزارت کو بھی "باطل کے زیر سایہ" سمجھتے ہوں گے۔ اگر ۱۹۳۶ء کا صدر کانگرس نظام باطل کا نمائندہ تھا۔ تو آج اس کی وزارت بھی نظام باطل کی نمائندہ ہوگی۔ اس لئے کہ کانگریسی وزارت حکمرانی میں ان اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھتی ہے جن کا تحریک آزادی کے دوران اعلان کیا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں ہندوستان کی سیاسی حالت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول اور آپ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ انگریزی راج کے قیام اور پھر اس کے زوال پر الہام الٰہی سے یقین رکھتے تھے ۱۸۵۷ء کا واقعہ جس نے ہندوستان کو پورے طور پر انگریزوں کی گود میں دھکیل دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے بھی "مشیت الٰہی" سمجھتے تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی آیت

وانا علیٰ ذھاب بہ لقادرون

سے بحساب ابجد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مشیت الٰہی اس زوال کے حق میں تھی۔ اس کے بعد ۱۸۸۵ء میں "انڈین نیشنل کانگریس" کی بنیاد پڑی۔ اور ۱۹۰۵ء تک کانگریسی لیڈر انگریز حکومت کے ساتھ دوستی و وفاداری کا اظہار کرتے رہے۔ ۱۹۰۵ء سے پہلے انگریزوں کی پالیسی میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ ۱۹۰۹ء میں "مارلے منٹو" اصلاحات کا نفاذ ہوا جو لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ ان اصلاحات کے نفاذ

سے پہلے یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا چکے تھے۔ آپ کی زندگی میں ان اصلاحات کا نفاذ نہیں ہوا۔ اگر آپ اس وقت زندہ ہوتے تو ان اصلاحات سے فائدہ اٹھاتے اور اپنی خداداد بصیرت سے "تحریک آزادی" کو بھی فائدہ پہنچاتے۔

انگریزی راج آپ کا وہ الہام کہ انگریزی راج میں ضعف و فساد پیدا ہونے والا ہے۔ ۱۹۰۲ء میں اس کی صداقت کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں لارڈ کرزن نے "یونیورسٹی ایکٹ" نافذ کیا۔ پھر بنگال کی تقسیم ہوئی۔ جس سے بنگال میں بڑی بے چینی پھیلی۔ بنگال میں کئی انگریزوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔

غرض ۱۹۰۸ء کے بعد آپ کے اس الہام کی سچائی کے نشانات ظاہر ہونے لگے تھے۔ اور جس طرح اس خیال سے کہ مشیت الٰہی ہندوستان میں انگریزی راج قائم کرنا چاہتی ہے۔ آپ انگریزی راج سے خوش تھے۔ اسی طرح آپ وہ دن بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ جب اس الہام کی روشنی پورے طور پر پھیل جائے۔ اور ہندوستان انگریزی راج کی گرفت سے آزاد ہو جائے۔ یہ خواہش کسی بدخواہی کی بناء پر نہیں تھی۔ بلکہ اس الہام کی بناء پر جس میں انگریزی اقتدار کے زوال کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ یعنی

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ضعف و فساد و اختلال

یہ مختصر سا تاریخی جائزہ ہے کہ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ کا جو سیاسی موقف تھا۔ وہ ملک اور قوم کے لئے مفید تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ بھی اسی پالیسی پر گامزن تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان انقلابی لیڈروں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "انگریز دوستی" کا جیسا طعنہ دیا جاتا ہے کانگریس یا لیگ کی طرف سے نہیں دیا گیا؟

اس جگہ ضرورت ہے کہ پیران علماء کے کارناموں کا مطالعہ کیا جائے جو گروپ ولی اللٰہی سے تعلق رکھتے تھے۔

حزب ولی اللٰہی کے تین مرکز سید احمد بریلوی کی شہادت کے بعد ان کے تین مرکزوں کا پتہ چلتا ہے۔ "استھانہ سرحد" "صادق پور پٹنہ" اور "دہلی"۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے اس تنظیم کو سخت صدمہ پہنچ چکا تھا۔ اس کی وجہ سید احمد بریلوی کے موقف کی خلاف ورزی تھی۔ استھانہ والے مجاہدوں نے ان کے موقف کی صریح خلاف ورزی کی۔ صادق پور کا مرکز ایک زمین دوز تحریک چلانے لگا۔ اور اہل استھانہ کی مدد کرنے لگا۔ البتہ دہلی کا مرکز ایک مدرسہ علم و فکر بن گیا۔

غرض یہ حزب ولی اللٰہی جب ۱۸۵۷ء میں میرٹھ کے فوجیوں نے بغاوت کی۔ اس وقت ان علماء کی کسی جمعیت کا پتہ نہیں چلتا۔ صرف مولانا فضل الحق صاحب خیرآبادی کا ایک فتویٰ ملتا ہے۔ جس میں اس جنگ آزادی کو جہاد کہا گیا تھا۔ یہ فتویٰ عین موقعہ پر ایک ایسے عالم کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ یہ فتویٰ نہیں موقعہ پر ایک ایسے عالم [illegible] کیا گیا جو "حزب ولی اللٰہی" میں داخل نہیں تھا۔ ولی اللٰہی علماء اکے دکے چند محاذوں پر نظر آتے ہیں۔

۱۸۵۷ء کے بعد لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی سیاست میں ان کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا۔ ان کی سیاسی تاریخ نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ البتہ ان کے قائم کردہ مدارس میں شیعیت، سنیت۔ تقلید و عدم تقلید۔ بدعت حسنہ و بدعت سیئہ کے نام پر باہمی اختلافات کا ایک طوفان نظر آتا ہے۔ اس وقت کے بہترین دماغ انہیں فروعیہ مسائل کے سلجھانے میں معروف نظر آتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف مواخذہ یہ لوگ پھر سیاست ہند کے افق پر اس وقت نمودار ہوئے جب پہلی جنگ عظیم چھڑی اور ہندوستان میں کانگرسی تحریک نے زور پکڑا۔ جب کانگریس جنگ آزادی میں حصہ لینے کے باعث عوام میں مقبول ہوئی۔ اور ان کے لیڈروں کو قوم کی طرف سے پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ تو اب یہ دینی رہنما بھی مدرسہ و خانقاہ کی خلوت سے نکل آئے۔ اس ساٹھ سالہ عرصہ میں ہندوستان کی سیاست کا کیا رنگ رہا۔ اس سے یہ نابلد نکلے۔ لیکن سیاست کے پلیٹ فارم پر آتے ہی مذہبی جھگڑوں کی بنیاد ڈال دی۔ پہلا ہدف جماعت احمدیہ کو بنایا اور بغیر کسی وجہ اور بن کر یہ مواخذہ شروع کیا کہ مرزا صاحب نے انگریزی راج کے ساتھ تعاون کیوں کیا۔ انہیں کبھی کانگریس سے یہ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۵ء تک یعنی پورے بیس سال تک یہ انگریزوں کی دوستی کا دم کیوں بھرتی رہی۔ خود ان کی کمزوری کا یہ حال تھا کہ ساٹھ سال تک گوشۂ عافیت میں بیٹھے رہے اور انگریزی راج کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا۔

جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ۱۹۰۸ء میں خدا کو پیارے ہو گئے۔ اگر زندہ رہتے تو یقیناً "مارلے منٹو اصلاحات" اور دوسری اصلاحات سے بھی ملک کو فائدہ اٹھانے کی تلقین فرماتے۔

جماعت احمدیہ کا موقف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سیاسی موقف پر روشنی ڈالتے ہوئے صاف فرمایا کہ حالات کے بدلنے سے احکام کے معانی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً جب ملک میں اصلاحات کا نفاذ ہوا اور خود قانون نے ہندوستانیوں کو جمہوری حکومت قائم کرنے کی جد و جہد کا حق دیا تو اب [illegible] جمہوری حکومت [illegible] جماعت احمدیہ کے لئے جمہوری حکومت قائم کرنے کی جد و جہد جائز ہو گئی۔ بلکہ جب انگریزوں نے ہندوستانیوں کا مطالبۂ آزادی تسلیم کر لیا تو اب انگریزوں کے اقتدار سے نکلنے کی کوشش آپ کی تعلیم کے خلاف نہیں ہوگی۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب انگریزوں نے ہندوستان کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ اور کانگریس و لیگ کے اختلافات سے اس آزادی کے اعلان میں تاخیر کا اندیشہ ہوا تو ہمارے امام خالی مقام قادیان سے دہلی آ گئے جہاں ان دنوں ملک کے تمام سیاسی رہنما جمع تھے۔ آپ نے کانگریس و لیگ کے درمیان سمجھوتہ کرانے کی امکانی کوشش کی تا ہندوستان جلد آزاد ہو جائے۔ آپ کا اس طرح تحریک آزادی میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف نہیں تھا آپ کی تعلیم قانون شکنی و ترک موالات سے روکتی ہے نہ کہ جائز حقوق کے مطالبہ سے۔

اسی طرح یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ نے جن حالات میں انگریزوں کی حکومت کو قبول کیا وہ اقتدار کے بعد ملک کا امن و امان درہم برہم ہو جاتا عقیدہ و عبادت کی آزادی ختم ہو جاتی۔ آزادی تقریر و تحریر کا حق چھین لیا جاتا تو ہرگز آپ انگریزی راج کو سایۂ رحمت نہ سمجھتے۔

مولف "فتنۂ قادیانیت" کو ہندوستانی سیاست کے تمام گوشوں کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ پھر فیصلہ کرنا چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پالیسی واقعات و حقائق پر مبنی تھی یا نہیں؟

— (باقی) —

یادگیر میں جلسہ یوم مصلح موعود

۲۰ فروری بروز منگل بعد نماز تراویح جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ جس کی صدارت مولوی محمد یوسف صاحب ذیردی بھکشو نے فرمائی۔

جلسہ ٹھیک پونے دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد بشیر الدین احمد صاحب نے پیشگوئی "مصلح موعود" کے عنوان پہ تقریر کی۔ جس میں آپ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کا پس منظر بتاتے ہوئے الہامی عبارت کو پڑھ کر سنایا۔

دوسری تقریر مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ کی ہوئی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "مسیح ناصری سے مشابہت" جس میں آپ نے آیت قرآنی و جعلنا ابن مریم وامه آیة ..... کی تشریح کرتے ہوئے مصلح موعود کی اس مشابہت کو نمایاں طور پر پیش کیا۔ آخر میں مصلح موعود کی پیشگوئی کا پورا ہونا اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داری پہ حضور ایدہ الودود کا اقتباس پڑھ کر سنایا۔

تیسری تقریر مولوی بشیر احمد صاحب گلبرگہ نے مصلح موعود کے کارناموں کے عنوان پر کی۔ آپ نے مصلح موعود کے چند کارنامے بتاتے ہوئے ایک کارنامہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" پر مفصل روشنی ڈالی۔

چوتھی تقریر رفعت اللہ صاحب غوری نے صداقت مسیح موعود کے عنوان پہ کی۔ آپ نے مختلف انبیاء کے معجزات کو پیش کرتے ہوئے اور ان کی صداقت کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا اس عظیم الشان رنگ میں پورا ہونا حضرت مسیح موعود کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

آخر پر جناب صدر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں وقت کی رعایت سے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور ساتھ ہی حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص طور پر دعا اور اطاعت کی نصیحت فرمائی۔ دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔

خاکسار
محمد اسمٰعیل غوری سیکرٹری تبلیغ
یادگیر

درخواست دعا

خاکسار کے فرزند شیر افگن نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے احباب کرام سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نور عزیز کو اعلیٰ نمبروں کی کامیابی کا اعزاز بخشے۔
خاکسار نور عالم احمد بیگم [illegible]

وادئ کشمیر کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی محمد ایوب مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر

(۶)

پروگرام کے مطابق وفد باری پارہ گام سے فارغ ہو کر مورخہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء کو رات ۸ بجے سرینگر پہونچ گیا۔ مورخہ ۲ر نومبر کو سرینگر شہر کے احمدی و غیر احمدی احباب سے ملاقاتیں کی گئیں اور سرینگر میں جلسہ کرنے کے لئے بھی کوشش کی گئی۔

۳ر نومبر کو جمعہ کا مبارک دن تھا فجر کی نماز کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے مزار مبارک واقع محلہ خانیار پر جا کر دعا کی گئی۔ وہاں سے فارغ ہو کر جامع مسجد سرینگر کو دیکھتے ہوئے ڈی۔ آئی۔ جی صاحب سے ملاقات کے لئے پولیس دفاتر میں پہونچے۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب اور خاکسار نے ڈی۔ آئی۔ جی سے ملاقات کی۔ اور مرکز کی بعض ہدایات کے پیش نظر مولانا موصوف نے ان سے گفتگو فرمائی۔ ملاقات سے فارغ ہو کر مسجد احمدیہ میں پہونچے اور نماز کا وقت ہونے پر مولانا موصوف نے اس عنوان پر خطبہ دیا کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں اور نہ شامل ہونے والوں میں کیا بہ الامتیاز ہے۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ احباب جماعت سرینگر کو عملی پہلو پر زور دینے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ

المال و البنون زینۃ الحیوٰۃ
الدنیا والبٰقیٰت الصالحٰت
خیر عند ربک ثوابًا و
خیر اَملا۔

اصل چیز جس نے آخرت میں کام دینا ہے وہ اعمال صالحہ ہی ہیں اور انہی کی بناء پر خدائی فضل نازل ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ بہترین اعمال جماعتی ترقی کا بھی موجب بنتے ہیں۔ اور اس طرح تبلیغ کے رستے بھی وسیع ہوتے ہیں۔

جمعہ سے فراغت کے بعد جناب چونی لال صاحب کوتوال ہیلتھ منسٹر اسی طرح وزیر انڈسٹری سے ملاقات کر کے انہیں لٹریچر دیا گیا۔

بعد نماز عصر وفد نے ایک ٹی پارٹی میں شرکت کی۔ جو کہ بابو محمد یوسف صاحب کے رشتہ داروں کی طرف سے دی گئی تھی۔

پہلے سے مرتب شدہ پروگرام کے مطابق وفد کو ۴ر نومبر کو سرینگر سے عازم جموں ہونا تھا۔ مگر اس دن سیٹ ریزرو نہ ہو سکی اس لئے مجبوراً ۶ر نومبر کو سیٹ ریزرو کرائی گئی۔ چونکہ روانگی میں دو تین دن باقی تھے اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ سوندبارا کے جس پروگرام کو بوجہ بارش ملتوی کر دیا گیا تھا پایہ تکمیل کو پہنچایا جائے۔ ادھر سرینگر میں جلسہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ اسلئے وفد مورخہ ۴ر نومبر کی صبح کو سوندبارا کے لئے روانہ ہوا۔ وفد چونکہ اچانک بغیر کسی پروگرام کے سوندبارا پہنچا۔ اسلئے جلسے وغیرہ کا انتظام اس رنگ میں نہ ہو سکا جس رنگ میں کہ سوندبارا کے احمدی دوست بالخصوص جناب راجہ مظفر خاں صاحب کرنے کے خواہشمند تھے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ مورخہ ۳۰ر اکتوبر کو اخبار میں شائع شدہ پروگرام کے مطابق باوجود بارش کے انہوں نے انتظام کر رکھا تھا۔ بہرحال خوشی ہمارے پہنچنے کی اطلاع ہوئی۔ مختلف احباب کو خبریں پہنچا دی گئیں۔ اور رات کو قریباً دس پندرہ غیر احمدی احباب تشریف لے آئے۔ ان کے سامنے خاکسار نے اور محترم مولانا بشیر احمد صاحب نے تبلیغی و تربیتی رنگ میں بہت سی باتیں بیان کیں۔ یہ محفل قریباً رات کے دس بجے تک جمی رہی بعض دوستوں نے سوالات کئے جن کے جوابات بھی دیئے۔ اور احباب کو اپنی تحریک پر غور کرنے اور لٹریچر کا مطالعہ کرنے کی طرف نیز صدق و کذب کی پہچان کے لئے خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے آخر میں دعا فرمائی اور یہ روحانی محفل ختم ہوئی۔

وفد کے قیام کا انتظام مکرم راجہ مظفر خاں صاحب کے مکان پر تھا۔ آپ کے خاندان کے سب افراد نے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

مورخہ ۵ر نومبر سوندبارا سے وفد واپس سرینگر روانہ ہوا۔ مکرم راجہ مظفر خاں صاحب کنگر ناگ تک وفد کے ہمراہ تشریف لائے۔ کنگر ناگ میں مولانا موصوف کا لیکچر دلوانے کا خیال تھا لیکن وقت کی کمی کے باعث ایسا نہ ہو سکا۔ کنگر ناگ میں بعض احباب سے انفرادی طور پر ملاقات کرنے اور ظہر و عصر کی نمازیں ادا کرنے کے بعد بذریعہ بس سرینگر کو روانگی ہوئی اور مغرب سے قبل وفد سرینگر پہونچ گیا۔ رات کا کھانا مکرم بخشی غلام محمد صاحب نے پیش فرمایا۔ اسی طرح مکرم ماسٹر نذیر الدین صاحب جو دہلی میں کافی عرصہ کام کر چکے ہیں۔ مولانا صاحب سے آکر ملے اور اس امر پر افسوس کرتے رہے کہ انہیں مولانا کی آمد کے متعلق پہلے اطلاع نہ ہو سکی۔ اور میں کوئی خدمت نہ کر سکا۔ انہوں نے زور دیا کہ وفد ایک دو دن کے لئے مزید رک جائے مگر سیٹیں ریزرو ہو چکی تھیں۔ اس لئے مجبوری تھی۔ چنانچہ وفد شائع شدہ پروگرام کے مطابق بخیر و خوبی دورہ ختم کر کے مورخہ ۶ر نومبر کو عازم جموں و دہلی ہو گیا

سرینگر کی جماعت اجتماعی لحاظ سے مولانا صاحب کی آمد سے فائدہ نہ اٹھا سکی جس کا بعض احباب کو کافی رنج تھا۔ بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ احباب کی خواہش تھی کہ مولانا موصوف کی سند و مسلم اتحاد پر تقریر کرائی جائے۔ لیکن مالی اور دیگر مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو انشاء اللہ آئندہ ان کی آمد پر اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

موضع ہنجال کا تبلیغی دورہ

ماہ جنوری ۱۹۶۲ء میں خاکسار نے اپنے تبلیغی مرکز یادگیر کے نواح میں موضع ہنجال کا تبلیغی دورہ کیا۔ ہنجال میں کوئی احمدی نہیں۔ اب تک مختلف خیالات کے علماء اور واعظین وہاں جا چکے ہیں۔ مگر ہنجال کے لوگوں کی روحانی تشنگی کا ان کے پاس علاج نہ تھا۔ خاکسار نے گاؤں کی مسجد میں قیام کیا۔ مسجد کے پیش امام صاحب جو اچھے دیندار اور نیک فطرت وجود ہیں نہایت عزت اور احترام سے پیش آئے اتفاق سے وہ پہلے سے احمدیت کے متعلق اپنے مطالعہ کی بنیاد پر حسن ظنی رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کے ذریعہ مسجد میں مسلسل ساٹھ وعظ و درس دینے اور لوگوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے۔ ان کے استفسارات کا جواب دینے اور اختلافی مسائل کھول کر ان کو سمجھانے کا موقعہ ملا۔ اب ہنجال کے تمام مسلمانوں کی طرف سے بار بار مطالبہ ہے کہ اُن کے سامنے احمدیت کے مسائل کو کھول کر بیان کیا جائے۔ چونکہ احمدیت کے مخالفین کا بھی اس طرف بار بار گذر رہتا ہے۔ اسلئے تمام احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس گاؤں میں نیز اطراف میں جلد از جلد احمدیت کے قیام اور ان شریف لوگوں کو ایمان لانے کی سعادت حاصل ہونے کے لئے دعا فرمائیں کہ عند اللہ ماجور ہوں۔ اور خاکسار کے لئے بھی دعا فرمادیں کہ مولیٰ کریم زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت بخشے۔ آمین

خاکسار
فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ
یادگیر

بہشتی مقبرہ کی تزئین و آرائش کے سلسلہ میں
ایک مخلص دوست کا عطیہ

محترم میاں محمد شمس الدین صاحب کلکتہ جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لائے تھے اور انہوں نے بہشتی مقبرہ کی تزئین اور نئی تشکیل سڑکوں اور بنچوں وغیرہ کو دیکھا تھا اور واپس کلکتہ پہنچ کر دو بنچوں کے لئے مبلغ -/۸۰ روپیہ کا عطیہ ارسال فرمایا ہے۔ جس کے ماربل پیس کے بنچ بنوائے جائیں گے انشاء اللہ اللہ تعالیٰ معطی موصوف کو جزائے خیر بخشے۔ ۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار اور عبد الرشید میر اشتیاق مبارک عبد المجید جام جماعت نہم عبد المنان دس ٹل کے امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہم سب کی نمایاں کامیابی کیلئے احباب کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے نیز اللہ تعالیٰ ہم سب کو خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار عبد السلام لون طالبعلم ہائی سکول کاپرن رشی نگر کشمیر

۲۔ قارئین بدر سے دلی درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا انجام بخیر کرے اور ساری دلی مرادیں پوری کرے ہماری اولادوں کو نیک خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار محمد ابراہیم خلیل سابق مبلغ اٹلی دار ذبیحہ

ماہر القادری صاحب کی غلط بیانی کی مدلل تردید

(بقیہ صفحہ اول)

موقرہ جرائد و اخبارات ستائش و تحسین کا اظہار کر چکے ہیں۔ پھر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ علامہ نیاز فتحپوری کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو "عاشق رسول" لکھنے پر جناب ماہر القادری صاحب نے یہ خیال کیسے فرمایا کہ ان کا ایسا لکھنا بغیر "بھاری نذرانہ" حاصل کرنے کے ممکن نہیں۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جناب "نیاز فتحپوری" پہلے شخص نہیں۔ جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ یا آپ کی جماعت سے متعلق تعریفی کلمات تحریر کئے یا آپ کو "عاشق رسول" یا "حامی اسلام" ظاہر کیا۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے ۱۸۸۴ء میں تائید اسلام میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب "براہین احمدیہ" شائع فرمائی۔ اس زمانہ سے لیکر اب تک جس شخص کو بھی آپ کی کتب و رسائل یا آپ کے اور آپ کی جماعت کے حالات کو گہری اور منصفانہ نظر سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا وہ آپ کے خلوص محبت رسول اور حمایت دین کے کارناموں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ مثال کے طور پر چند مشاہیر کے نام تحریر کرتا ہوں۔ جنہوں نے آپ کے اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوری تحقیق کے بعد تعریفی کلمات استعمال کئے۔

مولانا عبد اللہ العمادی ایڈیٹر "الوکیل" امرتسر

مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار "کرزن گزٹ" دہلی

مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر "اشاعۃ السنہ"

منشی سراج الدین والد مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور

مولانا ابو النصر آہ برادر اکبر مولانا ابو الکلام آزاد

مولانا ممتاز علی ایڈیٹر رسالہ "تہذیب نسواں" لاہور

شمس العلماء مولانا سید حسن سیالکوٹی استاد علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال

مولانا محمد علی جوہر

چوہدری افضل حق صدر مجلس احرار اسلام

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال

ایڈیٹر صاحب "صادق الاخبار" ریواڑی

ایڈیٹر صاحب "علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ"

ریورنڈ ایچ۔ اے والٹر ایم اے لاہور

جناب سردار خوشحال چند ایڈیٹر "آریہ گزٹ" لاہور

مولانا عبد المجید قرشی ایڈیٹر اخبار "تنظیم" امرتسر۔

ڈاکٹر زویمر ایڈیٹر "مسلم ورلڈ" امریکہ

ریورنڈ ایچ۔ ڈی گریزوولڈ امریکہ

مسٹر فریڈرک اجرمن سیاح

سردار ارجن سنگھ ایڈیٹر اخبار "رنگین" امرتسر

ایڈیٹر صاحب اخبار "آریہ پترکا" لاہور

شری برہم دت ایڈیٹر اخبار "فرنٹیر میل" ڈیرہ دون

ڈاکٹر شنکر داس مہرہ دہلی

مسٹر جسونت سنگھ جرنلسٹ۔ نامہ نگار اخبار "ہندوستان ٹائمز" دہلی

مسٹر ایچ۔ آر۔ وودرا نمائندہ خصوصی روزنامہ "اسٹیٹسمین" دہلی

ایڈیٹر صاحب اخبار "شیر پنجاب" دہلی

سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر "ریاست" دہلی

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر "صدق جدید" لکھنؤ

شری میلارام وفا ایڈیٹر "ویر بھارت" جالندھر

ایڈیٹر صاحب روزنامہ "حقیقت" لکھنؤ

ایڈیٹر صاحب روزنامہ "دعوت" دہلی

ایڈیٹر صاحب روزنامہ "الجمعیتہ" دہلی

ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ "ہماری زبان" علیگڑھ

ایڈیٹر صاحب اخبار "الفتح" قاہرہ مصر

انگریزی ماہنامہ "لائف" امریکہ

اور حال ہی میں مخالف سلسلہ اخبار "المنبر" لائلپور نے احمدیہ جماعت کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ہفت روزہ "صدق جدید" لکھنؤ مورخہ ۱۶ رفروری ۱۹۶۲ء سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

کچھ سوچیئے تو سہی

سال نو کے لئے ہمارے پیارے امام نے اپنی طرف سے اس مبارک تحریک میں گیارہ ہزار تین سو روپے کا گراں قدر وعدہ پیش فرمایا ہے۔ اور یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ربوہ کے اس سالانہ اجتماع انصار اللہ میں اعلان ہونے کے بعد چند گھنٹوں میں ہی مبلغ ۱۹۱۸۸ روپے کے وعدے پیش ہو گئے۔ اور یہ امر پھر ایک بار ثابت ہو گیا کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کی گھٹی میں قربانی کا جذبہ اور اسلام کی سربلندی کی تڑپ ملی ہوئی ہے۔

یہ الفاظ ہیں "وکیل المال تحریک جدید قادیان" کی ایک اپیل کے جو انہوں نے خلیفہ محمود احمد صاحب کی جاری کردہ "تحریک جدید" کے ۲۸ ویں سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے اپنی جماعت سے کی ہے:

.... اس تحریک کے تحت پاکستان، ہندوستان، جرمنی، افریقہ اور دوسرے مسلم و غیر مسلم ممالک میں قادیانی مراکز قائم ہیں اور وہ رات دن اس کوشش میں مصروف ہیں۔ کہ عیسائیوں، مسلمانوں اور دوسری اقوام کو قادیانی بنائیں۔

یہ لوگ اس کام کے لئے زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اپنی اولاد یں وقف کرتے ہیں۔ کتابیں چھاپتے ہیں۔ ٹریکٹ شائع کرتے ہیں۔ جلسے کرتے ہیں۔ قریہ قریہ بستی بستی گھوم پھر کر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

ہمیں ذاتی طور پر علم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں جب ہائی کورٹ میں پنجاب کے فسادات کی انکوائری ہو رہی تھی۔ تو مسلمان جماعتیں اور افراد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت ثابت کرنے کے لئے مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں، خلیفہ محمود صاحب کی تحریروں سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے ثبوت پیش کر رہے تھے۔ ٹھیک انہی دنوں قادیانی جماعت کے ذمہ دار حضرات نے ہائی کورٹ اور انکوائری عدالت کے سربراہ جسٹس محمد منیر صاحب اور اس وقت کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد صاحب مرحوم کی خدمت میں قرآن مجید کا جرمنی یا ڈچ ترجمہ پیش کیا تھا۔ جو اسی زمانہ میں شائع ہوا تھا۔ اور اسی بناء پر مسٹر محمد منیر صاحب بار بار مسلمانوں کے نمائندوں سے سوال کیا کرتے کہ آپ لوگوں نے قرآن مجید کے کتنے تراجم غیر ملکی زبانوں میں کئے ہیں اور آپ کا فلاں فلاں غیر مسلم اقوام کو اسلام سے آشنا کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے۔" (المنبر لائلپور)

کیا کوئی معقول انسان باور کر سکتا ہے کہ ان سب مشہور علماء اور صحافیوں کو جن میں سے بعض احمدیت کے متعلق سخت مخالفانہ خیالات بھی رکھتے ہیں جماعت احمدیہ نے "رشوت عظیم" یا "بھاری نذرانہ" دے کر ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اور انہوں نے احمدیت اور اس کے بانی کی ناحق اور غیر منصفانہ حمایت میں خامہ فرسائی کی۔

علامہ نیاز فتحپوری صاحب کا بیان

مورخہ ۲۸ رجولائی ۱۹۶۰ء کو تشریف لائے انکی تشریف آوری کا سبب اور مقصد کیا تھا۔ وہ ان کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ تحریر کرتے ہیں۔

"اب رہ گئی تھی صرف احمدی جماعت سو بے اختیار میرا دل چاہا کہ ان کی زندگی کا قریب تر مطالعہ کرنے کی غرض سے خود قادیان جاؤں۔ لیکن آخر کو یہ ارادہ فی الحال پورا نہ ہو سکا (ممکن ہے کبھی پورا ہو جائے) اور ان کا لٹریچر فراہم کر کے اس کا مطالعہ شروع کیا۔"
(نگار ماہ اگست ۱۹۵۹ء)

اسی طرح آپ لکھتے ہیں۔

"بارہا خیال آیا۔ کہ چند دن کیلئے قادیان یا ربوہ میں قیام کر کے ان حضرات سے تبادلہ خیالات کی جرأت کروں یا کسی احمدی عالم کو اپنے پاس بلاؤں اور اس سے بالمشافہ گفتگو کر کے کسی نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ اس سلسلہ میں مجھے بہت سی باتیں پوچھنا پڑیں گی۔ اور ان کا جواب وہی بہتر دے سکتے ہیں۔"
(نگار ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء)

اس کے بعد یہ اطلاع ملی کہ جناب نیاز صاحب چند روز کے لئے پاکستان جا رہے ہیں۔ اور امرتسر سے جو قادیان سے صرف ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے) گزریں گے چنانچہ میری طرف سے ان کو دعوت دی گئی۔ کہ وہ پاکستان جاتے ہوئے یا وہاں سے واپسی پر کچھ وقت کے لئے قادیان ہوتے جائیں۔ انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور دو دن کیلئے قادیان میں قیام کیا۔ اور احمدیت کے متعلق مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ ہمیں تو اس بات کا افسوس ہے کہ چونکہ ہم اس وقت مخصوص حالات کی وجہ سے درویشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسلئے سنت نبوی صلعم کے مطابق اکرام ضیف کا فریضہ بھی کماحقہ ادا نہ کر سکے۔

اصل حالات آپ کی خدمت میں صفائی سے تحریر کر دیئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر جناب ماہر القادری صاحب یا کوئی اور

صاحب بدظنی سے کام لیتے ہوئے غلط طور پر "رشوت" یا "نذرانہ" کا الزام دیں۔ تو سوائے افسوس کرنے اور اس غلط بیانی کی تردید کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

اس معاملہ میں حقیقت تک پہنچنے کے لئے ایک اور نقطۂ نظر سے بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ جناب نیاز صاحب نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ملفوظات اور کتب و رسائل کے مطالعہ بعد اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ آپ "عاشقِ رسول" تھے اور ہم یقین رکھتے ہیں اگر کوئی اور فہمیدہ اور منصف مزاج شخص بھی آپ کے کلام کو پڑھے گا تو وہ لازماً اسی نتیجہ تک پہنچے گا جس کا اظہار جناب نیاز صاحب نے فرمایا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تقریباً اسی کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ اور آپ کے سوانح اور سیرت کے متعلق بھی بہت سی کتب اور رسائل لکھے گئے ہیں۔ اور یہ سب تحریریں اس بات کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ آپ سے بڑھ کر "عاشق رسول" امت اسلامیہ میں اور کوئی نہیں پایا جاتا۔ ہم نمونہ کے طور پر چند متفرق اشعار آپ کے منظوم کلام سے جو آپ نے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔

فارسی اشعار

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ است
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

(دریائے سند امرتسر)

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالہ اوہام)

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا۔ ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

(توضیح مرام)

تا منِ نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند
عشقِ او در دل ہمے جوشد چو آب از آبشار
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے می جہد
یک طرف اے ہمدمانِ خام از گردِ دیوار

(آئینہ کمالات اسلام)

عربی اشعار —

یا حِبِّ انّکَ قد دخلتَ محبّۃً
فی مہجتی و مدارکی و جنانی
من ذکرِ وجہکَ یا حدیقۃَ بہجتی
لم اخلُ فی لحظٍ ولا فی آنٖ

(آئینہ کمالات اسلام)

واَنّ رسولَ اللّٰہ مُحجۃُ مہجتی
ومن ذکرہِ الاحلی کأنی مثمر

(کرامات الصادقین)

انت الذی شغف الجنان محبۃً
انت الذی کالروح فی حوبائی
انت الذی قد جُذب قلبی نحوہٗ
انت الذی قد تام للاحباء

(انجام آتھم)

فلا واللّٰہ لستُ بکافرینا
تلذت نفسی نبیاً ذا المقام
وا صبانی النبیّ بحسن وجہٍ
ارٰی قلبی لہٗ کالمستہام
وذکر المصطفٰی روحٌ لقلبی
وصار لمہجتی مثل الطعام

(نور الحق)

اردو اشعار: —

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے منظوم و منثور کلام کا ایک ایک لفظ اور آپ کے سوانح حیات کا ایک ایک واقعہ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں انتہائی طور پر سرشار تھے۔ ہم جناب ماہر القادری صاحب اور دیگر اصحاب سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات و ملفوظات اور حالاتِ زندگی کا براہِ راست مطالعہ کریں۔ تا ان پر اصل حقیقت واضح ہو سکے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

ایک شادی کی تقریب
اور
تبلیغ حق کی ادائیگی

خاکسار کے فرزند صلاح الدین جس کا نام حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ومتعنا اللہ بطول حیاتہ بالصحت والعافیت کا تجویز فرمودہ ہے کا عقد باوائیگی مہر سماۃ انور بیگم بنت میاں علی محمد صاحب احمدی کیمیاگہ نیز رخصتانہ بذریعہ برات مورخہ ۲۵/۲/۶۲ کو عمل میں آکر اسی روز واپس غریب خانہ پہنچ گئی۔ سینکڑوں احباب جماعت و غیر از جماعت مرد و زن دعوتِ ولیمہ میں شریک ہوئے۔ جزاکم اللہ جملہ حاضرین نے خاکسار کی درخواست منظور فرمائی اور خاکسار نے جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید، نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر تقاریر کے بعد تقریباً ۲ گھنٹہ ملک اسلام اور اس کے محاسن اکراہ و دیگر محاسن اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور زمانہ کی ضرورت ۔۔۔ حسب حیثیت و توفیق سادہ اور واضح طریق پر مذکورہ مستورات میں تقریر کی۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بذریعہ دعوت ولیمہ خاکسار نے سینکڑوں احباب کو تبلیغ حق کی۔ الحمد للّٰہ ۔۔۔

وعدہ جات چندہ تحریک جدید سال ۲۸/۱۸

تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز پر اس وقت تک قریباً چار ماہ گذر چکے ہیں۔ اور ابھی تک بہت سے افراد اور جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات بھی موصول نہیں ہوئے۔ جب ہم متواتر ۲۸/۱۸ سال سے تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لے رہے ہیں تو وہ وعدہ جات تو پہلے مہینہ میں ہی پوری کی پوری جماعتوں کی طرف سے موصول ہو جانے چاہئیں تھے۔ اور پہلی سہ ماہی میں ان کی ادائیگی بھی ہو جاتی۔ لیکن ابھی تک احباب نے اس طرف پوری توجہ نہیں دی۔ ماہ نومبر ۶۲ اب تک کوئی تحریک اور نیک طبع غیر احمدی بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا جو ہماری تحریک کے ماتحت شامل نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ احباب اس طرف خاص توجہ فرما دیں گے۔ اسی سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"اے عزیزو تم میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو اس تحریک میں شامل نہ ہو۔ ہر احمدی جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وہ لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے محمدی فوج کے سپاہیوں میں اگر تم شامل ہونا چاہتے ہو تو تحریک جدید میں حصہ لو۔ اور اپنے وعدے جلد پورے کرو نیک اور شریف طبع غیر احمدیوں کو بھی اس تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

احباب جماعت کی توجہ کے لئے صفحہ ۲

خدام الاحمدیہ کے انتخابات

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کے انتخابات کی میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ قائدین کا دو سالہ انتخاب کروانے کے لئے ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا مجالس ۱۵/۳/۶۲ تک انتخاب کروا کر رپورٹ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان میں ارسال فرما دیں۔ تاکہ ضروری کارروائی کے بعد منظوری دی جا سکے۔ اور نئے منتخب شدہ عہدیداران یکم مئی ۱۹۶۲ء سے اپنے عہدے کا چارج لے کر کام شروع کر سکیں قبل ازیں اخبار "بدر" مورخہ ۱۴/۱۲/۶۱ و ۲۱ جلسہ سالانہ نمبر اور اخبار "بدر" مورخہ ۸/۲/۶۲ میں اعلان کروایا جا چکا ہے۔ امید ہے کہ مجالس میعاد مقررہ کے اندر اندر قائدین کا انتخاب کروا کر رپورٹ ارسال فرما دیں گی۔

منظوری قائد۔ مکرم بی علیار کنجو صاحب کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوڈنا کاپلی مقرر کیا جاتا ہے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

قادیان میں حافظ کلاس کا اجراء

نظارت ہذا ایک عرصہ سے محسوس کر رہی تھی کہ تقسیم ملک کے بعد بھارت میں ہماری جماعت میں حفاظ کی کمی ہے اور اس کمی کو جلد از جلد پورا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ماہ جون ۱۹۶۱ء سے حافظ کلاس جاری ہے۔ اس لئے پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست ہے کہ اگر ان کی جماعت میں کوئی دوست اپنے کسی بچے کو قرآن کریم حفظ کرانے کے خواہشمند ہوں تو ان کے نام معہ مکمل پتہ اور بچے کی عمر، صحت کی حالت نیز اب تک کس قدر قرآن کریم حفظ کر چکا ہے سے نظارت ہذا کو مطلع کریں۔ اگر ایسے دوست یا قرآن کریم حفظ کرانے والے دوستوں میں سے کوئی دوست اپنے بچہ کو قادیان میں حفظ کرانا چاہیں تو ایسے بچوں کو حسب حالات وظائف مرکز سے کچھ امداد بھی ملے گی۔ ایسی اطلاعیں پندرہ مارچ تک نظارت ہذا کو مل جانی چاہئیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

۲۷ رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست

حسب دستور سابق امسال بھی ۲۷ رمضان المبارک کی دعا کیلئے چندہ تحریک جدید ادا کرنے والے مخلصین کی فہرست ۳ مارچ ۱۹۶۲ء کو قادیان سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوا دی جاویگی انشاء اللہ تعالےٰ اس لئے احباب جلد از جلد ادائیگی فرما دیں۔

نوٹ: دفتر ہذا کی طرف سے ۱۳ جنوری ۱۹۶۲ء تک چندہ تحریک جدید ادا کرنے والے مخلصین کی فہرست بدر میں شائع کی جانی تھی لیکن وہ بروقت تفاصیل نہ ملنے کی وجہ سے شائع نہیں کی جا سکی۔ وہ فہرست بھی انشاء اللہ ۸ مارچ ۱۹۶۲ء کے اخبار بدر میں شائع کروا دی جاویگی

وکیل المال تحریک جدید قادیان

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا اور معمولی حکم معلوم ہوتا ہے مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا بجا لانا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور نہ بجا لانا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی احکام میں سے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے

چونکہ آج کل فطرانہ عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس کی ادائیگی رمضان میں ہی کی جانی چاہیئے تاکہ مستحق ناداروں کی امداد عید سے قبل ہو جائے اور وہ عید پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو تو کل جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے یا مقامی مستحقین سے رقم بچ جائے تو وہ بھی مرکز میں بھجوا دی جائے۔ قادیان میں غلہ کے نرخ کے لحاظ سے صدقۃ الفطر کی شرح ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے۔

عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ قائم ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاق مال

از محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اس کا روزہ رکھنا فرض ہے روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے باقی ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد یا عورت بیمار رہوں یا دائمی معذور ہوں یا ضعف پیری یا کسی دوسری معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں۔ ان کو شریعتِ اسلام نے فدیہ ادا کرنے کی رعایت دی ہے

اصل میں فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان میں مہینہ بھر کھانا کھلا دیا جائے۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ سو میں ایسے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے جو پسند کریں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرمائیں اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گی اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی توفیق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صدقہ و خیرات پر زیادہ زور دینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دیکھا۔ پس قربانیوں میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف بھی نگاہ رکھنی چاہیئے اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔ اور رمضان شریف کی برکات سے بڑھ چڑھ کر مستفید ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

جناب پنڈت موہن لال صاحب کی پنجاب اسمبلی الیکشن میں شاندار کامیابی

قادیان مورخہ ۲۶ر فروری۔ یہ اطلاع خوشی سے تحریر کی جاتی ہے کہ بٹالہ قادیان کے انتخابی حلقہ سے جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت تقریباً چودہ ہزار زائد ووٹ حاصل کر کے پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے۔ پنڈت جی بطور کانگریس امیدوار کے اس حلقہ میں کھڑے تھے ان کے مقابل پر سردار گورنجن سنگھ باجوہ ایم۔ ایل۔ اے و وزیر پنجاب بطور جنتک اور کمیونسٹ امیدوار اور شری رتی لال جین بطور جن سنگھ امیدوار کے کھڑے تھے۔ احمدیہ جماعت قادیان نے اپنی روایات کے مطابق اپنے سارے ووٹ کانگرسی امیدوار جناب پنڈت صاحب کے حق میں پول کئے۔ اور الیکشن میں ہر طرح کانگریس کے ساتھ تعاون کیا۔ جماعت کے دو معزز اصحاب مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ممبر صدر انجمن احمدیہ نے بطور پولنگ ایجنٹ کے بھی خدمات ادا کیں۔ اور محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے اس انتخابی مہم میں دلچسپی لی۔ اور آپ کی کوشش اور امداد سے کانگریس کے امیدوار کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ آپ نے علاوہ قادیان کے اپنا اثر و رسوخ استعمال میں لا کر قریبی دیہات میں بھی کانگریس کے نمائندہ کے حق میں فضا کو ہموار کرنے میں امداد فرمائی اور مختلف انتخابی کاموں میں مفید مشورے دیئے۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ اور مکرم محمود احمد صاحب عارف معاون ناظر امور عامہ نے ووٹروں کو وقت پر پولنگ سٹیشن پر جمع کرنے اور ان کے ووٹ پول کرانے کے سلسلہ میں ضروری انتظامات سر انجام دیئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ پروفیسر دیوان چند شرما جو کانگریس کی طرف سے ہمارے حلقہ کی پارلیمنٹ سیٹ کے امیدوار تھے کو بھی نہایت شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ اسی طرح جناب سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ کو حلقہ سری گوبند پور میں بطور کانگریسی امیدوار کے نہایت شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے اپنے مدِ مقابل امیدواروں سے تقریباً آٹھ ہزار ووٹ زائد حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کامیاب ہونے والے ممبران کو ملک و قوم کی بہترین خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان ۲۶/۲/۶۲

قادیان کی مرکزی مساجد میں اعتکاف

قادیان ۲۷ر فروری۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے قادیان کی مرکزی مساجد میں اس سال گیارہ مقامی احباب کو اعتکاف کی سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ مسجد مبارک میں حسب ذیل حضرات معتکف ہوئے۔

(۱) حضرت حاجی محمد دین صاحب تہالوی (صحابی) (۲) حضرت بھائی شیر محمد صاحب (صحابی) (۳) مکرم ایم کے محمد بشیر صاحب مالاباری مولوی فاضل۔

مسجد اقصیٰ میں مندرجہ ذیل احباب نے اعتکاف کیا:-

(۱) مکرم مولوی محمد حنیف صاحب بقاپوری (۲) مکرم حافظ الدین صاحب درویش (۳) مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگوی درویش (۴) مکرم مولوی سید منظور احمد صاحب ٹانگ درویش (۵) اشرف علی صاحب مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ (۶) پی مصطفیٰ صاحب مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ (۷) بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ (۸) عبد السلام صاحب مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو رمضان اور اعتکاف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق دے اور سب کی مرادیں پوری کرے اور ان کی دعاؤں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔